© rasailojaraid.com

بہرحال آج آنجہانی ماؤ کا معاملہ کائنات کے خالق کے سامنے ہے، انہوں نے مادی انقلاب سے قوم کو ہمکنار کر دیا۔ ہم ان کی خوبیوں کی تحسین کرتے ہیں۔ اور چینی قوم کے ساتھ اس غم میں شریک ہیں۔ مگر یہ اعلان کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ عالم انسانیت کے حقیقی خیر خواہ اور عظیم انقلابی صرف محمد عربی علیہ السلام تھے ان کا انقلاب امر اور غیر فانی ہے۔ نسخۂ فلاح صرف اسی کی تعلیمات ہیں، باقی سب فلسفے ہیچ اور ساری شخصیتیں فانی ہیں اور جلد یا بدیر ساری بنی نوع انسانیت کو یہ ابدی صداقت تسلیم کرنی ہے۔

آہ! مولانا مارتونگ مرحوم

۲۳ رجب ۱۳۹۶ھ بروز جمعرات زوالِ آفتاب کے بعد تین بجے ہزارہ کے کوہستانی علاقوں میں علم وفضل کا ایک ایسا آفتاب غروب ہو گیا جس کی ضیاء باریوں سے پون صدی تک ایک عالم فیضیاب ہوتا رہا۔ بقیۃ السلف شیخ الکل جامع المعقول والمنقول علامہ مولانا خان بہادر عرف مولانا مارتونگ صاحب قدس سرہ العزیز کا انتقال ہو گیا۔ عمر مبارک ۸۰۔۸۵ کے لگ بھگ ہوگی پچھلے چند سالوں سے صاحب فراش تھے۔ جمعرات کی ظہر کو دورۂ قلب پڑا اور تھوڑی دیر بعد واصل بحق ہو گئے۔ دوسرے دن نمازِ جمعہ کے بعد انہیں اپنے گاؤں مارتونگ علاقہ چکیسر کے خاندانی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ ان کے بڑے صاحبزادہ مولانا رشید احمد نے پڑھائی اور دشوار گزار راستوں کے باوجود اطراف واکناف سے علماء، صلحاء اور عام مسلمانوں نے اس میں شرکت کی۔

حضرت مرحوم بھی ان اکابر علم وفضل میں سے تھے جن کی ذات علم وعمل۔ زہد وتقوی، تبحر ورسوخ کی جامع اور شریعت وطریقت کی سنگم ہوتی ہے۔ ایسی عبقری شخصیتوں کے حالات ہم صرف کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں۔ زوال واندراسِ علم کے اس دور میں ایسے نمونے عنقا نہیں تو کمیاب ضرور ہیں، مولانا مرحوم نے ساری زندگی دین اور علومِ دین کی تدریس میں گذاری، تصوف وسلوک، اصلاح وتزکیہ نفوس کے کام میں بلند مقام پر فائز تھے، علوم عقلیہ، منطق، ریاضی اور فلسفہ میں تو اپنے دور میں امامت کا منصب رکھتے تھے۔ مگر اس میدان میں معقولات کے کلاسیکل کتابوں پر کامل عبور اور دن رات مطالعہ وتدریس کے باوجود مشاغل اور باطنی وظاہری کیفیات واحوال پر خشک عقلیت اور فلسفیانہ خصوصیات کا سایہ تک نہیں پڑا تھا بلکہ زندگی عبادات واعمال اور توجہ الی اللہ، استغراق وانابت میں ڈوبی ہوئی تھی نام ونمود اور نمائش سے کوسوں دور اور کفافِ حیات پر قانع وصابر رہے فقر وسادگی کی ایسی تصویر کہ ہر ہر حرکت سے سادگی اور بے نفسی ٹپکتی تھی۔ بانیٔ ریاست سوات میاں گل عبدالودود صاحب کے نہ صرف مقربین میں سے بلکہ انکے مقتدا اور استاذ تھے مگر اصرار کے باوجود انکے شاہی محل میں قیام اور تمام شاہی مراعات پر مینگورہ کی ایک چھوٹی سی مسجد کے حجرہ میں طلبہ کے ساتھ گھاس اور چٹائیوں پر سکونت کو ترجیح دی۔ علمی تعمق اور پختگی بے مثال تھی اور حافظہ بے نظیر، معقولات کے علاوہ علومِ حدیث میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے زندگی کا ایک بڑا حصہ حدیث کی درس وتدریس میں گذرا۔ دار العلوم کے لئے علم اور دین کے رشتوں کے علاوہ جس نے مشرق ومغرب کے اہل علم اور مسلمانوں کو ایک دھاگے میں باندھ رکھا ہے مولانا مرحوم کی خصوصی عنائتوں نے سانحہ کی شدت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ دعا ہے کہ مرحوم کے برکات جاری وساری رہیں اور ان کے تمام متوسلین واقارب کو صبر جمیل نصیب ہو۔ واللہ یقول الحق وھو یہدی السبیل۔

سمیع الحق

© rasailojaraid.com